مطبوعات

SOME PROBLENS OF MOHAMMADAN AND ANGLO MOHAMMADAN LAW.

از جناب قاضی نصیرالدین احمد صاحب بی اے، ایل ایل بی، ایڈووکیٹ۔ یوسف چیمبرز، بندر روڈ کراچی۔ قیمت درج نہیں۔

نکاح، طلاق اور وراثت وغیرہ معاملات میں محمڈن لا کے نام سے انگریزی دور میں مسلمانوں کے لیے جو پرسنل لا برقرار پذیر ہوا ہے وہ اصل اسلامی قانون کے تقاضوں سے بہت دور نکل گیا ہے۔ پھر یہ پرسنل لا جن اسلامی قواعد و ضوابط پر مبنی ہے ان کے مقاصد بھی اس لیے پورے نہیں ہو سکتے کہ ملکی قوانین کا پورا مزاج ان سے مناسبت نہیں رکھتا۔ مثلاً اسلام کا ضابطۂ نکاح و طلاق، اور اسی طرح اولاد کے جائز و ناجائز ہونے کا قانون ایک ایسے مکمل قانونی نظام کے فطری اجزا ہیں جو زنا کی ہر شکل کو حرام قرار دیتا ہے اور اس کا پوری طرح سدباب کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ان قوانین و ضوابط کو اگر ایک ایسے قانونی نظام میں جڑ دیا جائے جو زنا اور نکاح کو متوازی طور پر چلنا چاہتا ہو تو پھر یہ قوانین و ضوابط بڑی پیچیدگیوں سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اسلامی ضوابطِ نکاح و طلاق یا دوسرے تمدنی معاملات کے قوانین خود اسلام ہی کے قانونِ شہادت کے ساتھ جس صحت کے ساتھ کام کر سکتے ہیں، انگریزی ضابطۂ شہادت (EVIDANCE ACT) کے ساتھ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انگریزی دور میں ایک طرف ہمارے ضوابط مسخ ہوتے رہے ہیں اور دوسری طرف ان سے طرح طرح کی پیچیدگیاں رونما ہوتی رہی ہیں، جن کی وجہ سے عدالتی فیصلوں میں تضاد آگیا ہے۔

جناب مولف نے اس طرح کی پیچیدگیوں اور عدالتی فیصلوں کے تضاد کو پیش کر کے ترغیب دلائی ہے کہ اینگلو محمڈن لا میں ضروری ترمیمات کی جانی چاہئیں۔ خاص طور پر پیشِ نظر انگریزی کتابچے میں موصوف نے حسبِ ذیل قانونی مسائل کو چھیڑا ہے:۔

(۱) اولاد کے جائز اور ناجائز ہونے کے بارے میں مسلم لا اور انگریزی ضابطۂ شہادت (EVIDANCE ACT)

کی دفعہ ۱۱۲ باہم متصادم ہیں اور اس تصادم کی وجہ سے عدالتی فیصلے بالکل متضاد ہوتے ہیں۔ مثلاً (ا) مذکورہ دفعہ ۱۱۲ ایک حاملہ عورت سے نکاح کو جائز ٹھیراتی ہے، حالانکہ اسلامی قانون اس کے خلاف ہے (ب) مذکورہ دفعہ ۱۱۲ کی رُو سے نکاح کے چند دن یا چند ساعتیں بعد پیدا ہونے والا بچہ جائز اولاد شمار ہوگا، لیکن کوئی مسلمان اسے ماننے پر تیار نہیں ہو سکتا۔ (ج) فرض کیجیے کہ ایک شخص سہواً (مغالطے اور دھوکے میں آکر) کسی ایسی عورت سے مقاربت کر بیٹھتا ہے جو اس کی منکوحہ نہ تھی۔ اس تعلق سے جو اولاد ہوگی، شیعی فقہ کی رُو سے اس کی سرپرستی و کفالت اُسی شخص پر عائد ہوگی، لیکن مذکورہ دفعہ ۱۱۲ نہ تو اسے جائز اولاد تسلیم کرتی ہے، نہ اسے اس شخص سے منسوب ہی کرنے کو روا رکھتی ہے ـــــ کیونکہ دونوں کے درمیان رشتۂ ازدواج موجود نہیں ہے (د) مذکورہ دفعہ ۱۱۲ کے لحاظ سے ہر وہ اولاد جائز شمار ہوگی جو ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان رشتۂ ازدواج موجود ہونے کے دوران میں کسی وقت بھی پیدا ہو، یا ان کے رشتۂ ازدواج کے انقطاع کے بعد ۲۸۰ روز کے اندر اندر پیدا ہو، لیکن اسلامی قانون کے لحاظ سے لعان کی صورت میں رشتۂ ازدواج قائم ہونے کے باوجود اولاد ناجائز شمار ہو سکتی ہے، چاہے وہ نکاح کے ۲۸۰ روز بعد ہی کیوں نہ پیدا ہوئی ہو۔ (ہ) دفعہ ۱۱۲ نکاح کو صرف جائز اور ناجائز میں تقسیم کرتی ہے، لیکن حنفی قانون نکاح کی تین قسمیں قرار دیتا ہے، ایک جائز، دوسرے فاسد، تیسرے باطل۔ چنانچہ حنفی قانون کی رُو سے فاسد نکاح کے تحت ہونے والی اولاد جائز اولاد شمار ہوتی ہے، اگرچہ نکاح جائز نہیں ہوتا۔ حنفی فقہ سے یہاں دفعہ ۱۱۲ ٹکرا جاتی ہے۔

اب مؤلف کی تجویز یہ ہے کہ ایک ترمیم کے ذریعے اس مسئلے میں دفعہ ۱۱۲ کی اس مداخلت کو ختم کر دیا جائے تاکہ معاملات کا فیصلہ ٹھیک اسلامی قانون کے مطابق ہونے لگے۔

(۲) طلاق ثلاثہ (بیک مجلس) کے بارے میں مؤلف نے یہ چاہا ہے کہ علماء اور قانون ساز حضرات ایک سانس میں تین طلاق دے دینے کو قانوناً ایک طلاق قرار دیے جانے کے مسئلے پر غور کریں، تاکہ قرآن کے سکھائے ہوئے اسلوبِ طلاق کا احیاء کیا جا سکے۔

(۳) ایک بڑا جھگڑا موجودہ قانون کے سامنے زوجہ کے نفقہ کا ہے۔ اور اس میں حسبِ ذیل اشکالات قابل حل ہیں (ا) کیا ناشزہ کو بھی بروئے قانون نفقہ وصول کرنے کا حق ہے؟ (ب) کیا نفقہ دینے کی عدمِ

استطاعت کی صورت میں بھی عورت کو قانون اسی طرح خلع کا حق دیتا ہے جیسے کہ بالارادہ نفقہ روکنے کی صورت میں؟ ان دونوں سوالات کے بارے میں موجودہ قانون اور اسلامی قانون میں منافات ہے۔

(۳) آیا قاضی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار بروئے قانونِ اسلامی ہے یا نہیں؟ اس معاملے میں خود اسلامی قانون کے مدارسِ فکر میں اختلاف موجود ہے۔ مثلاً شافعی اور مالکی فقہ قاضی کو اس کا مجاز قرار دیتی ہے لیکن حنفی فقہ کا قاعدہ یہ ہے کہ نکاح کا رشتہ توڑنے کا اختیار صرف شوہر کو ہے (بیدہ عقدۃ النکاح) اس لیے قاضی انصاف قائم کرنے کے لیے اُسے صرف طلاق کا حکم دے سکتا ہے۔ ہاں اگر وہ حکم نہ مانے تو پھر چونکہ وہ خدا کے قانون سے سرتابی کرنے کا مجرم ہوگا اس لیے قاضی پھر اللہ کے حکم کو بالجبر نافذ کرنے کا مجاز ہے۔ موجودہ قانون فقہ حنفی کے خلاف فسخ نکاح کا پورا پورا اختیار عدالت کو دیتا ہے۔ مؤلف نے اس پہلو سے ترمیم کی ضرورت کا اظہار کیا ہے۔

مؤلف نے ان مسائل میں جس طرح دلچسپی لی ہے وہ ہمارے نزدیک قابلِ قدر ہے، اور ہمارے علمائے دین اور قانون کی دنیا سے تعلق رکھنے والوں کو موجودہ اینگلو محمڈن لا ہی پر نہیں، پورے قانونی نظام پر اسی طرح کی بحث و نظر کا آغاز کرنا چاہیے۔ تاہم ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ پیشِ نظر کتابچے کو پڑھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے مؤلف کے نزدیک پاکستان میں بھی عام قانونِ ملکی تو جو بھی رہے رہے، بس اس میں مسلمانوں کا پرسنل لا اپنی زیادہ مکمل اور خالص شکل میں چلنا چاہیے۔ حالانکہ اسلام نے کوئی قانون ایسا نہیں پیش کیا ہے جو کسی غیر اسلامی قانونی نظام کے زیر سایہ پروان چڑھ سکے اور اپنے مقاصد پورے کر سکے۔ اسلام تو ایک پورا قانونی نظام اپنا رکھتا ہے اور وہ اس کے ٹکڑے کرنے اور ان میں سے کچھ کو پسند کر لینے اور کچھ کو چھوڑ دینے کی اجازت نہیں دیتا۔ نیز یہ بھی ذہن نشین رہے کہ پاکستان اس لیے حاصل نہیں کیا گیا ہے کہ یہاں بس مسلمانوں کو نکاح و طلاق کے معاملات اسلامی قانون کے مطابق طے کرنے کی سعادت حاصل ہو جائے۔ پس اب انگریزی ضابطۂ شہادت میں جزوی ترمیمات کی منصوبہ بندی کرنے سے آگے بڑھ کر اسے بالکل برطرف کرنے کی فکر کیجیے اور اس کے بجائے اسلامی ضابطۂ شہادت کی تدوین و تنفیذ کی تیاریاں کیجیے۔ اسی طرح فوجداری اور دیوانی قوانین کو از سرتاپا اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کے

لیے بحث و تحقیق کا آغاز ہونا چاہیے۔ جزوی ترمیموں کی ضرورت ایک مختصر سے عبوری وقفے کے لیے تو ہے، مگر یہ اصل کام نہیں ہے۔

یہ خوشی کی بات ہے کہ قاضی صاحب پاکستانی معاشرہ کے بقاء و ارتقاء کے لیے قانونِ شریعت کی اہمیت کا احساس رکھتے ہیں:

کرنے کا کام | از جناب مولانا عبد الغفار صاحب لکھوکے، ضلع فیروز پور، مشرقی پنجاب۔ ملنے کا پتہ: ناظم جامعہ محمدیہ، اوکاڑہ، ضلع منٹگمری (پاکستان) قیمت فی جلد چار روپے۔

یہ کتاب صرف سرسری نظر سے دیکھی جا سکی ہے۔ مختلف مقامات پر نظر ڈالنے سے یہ اندازہ ہوا کہ اچھی نیت اور اچھے مقصد اور دردِ دل کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ مصنف کا مطلوب اسلام ہی کا احیاء ہے، وہ عوام کو منظم زندگی کی تربیت دینا چاہتے ہیں اور تنظیم کا محور نماز کو بنانا چاہتے ہیں لیکن پروگرام جس غیر معمولی انداز میں پیش کیا گیا ہے اور پھر اس کے لیے جو اندازِ تحریر اختیار کیا گیا ہے وہ مشکل ہی سے چند سطریں تسلسل سے پڑھتے چلے جانے کی ہمت قاری میں برقرار رہنے دیتا ہے۔

درست اردو | از جناب پروفیسر عاصی ضیائی صاحب، رام پوری مرے کالج، سیالکوٹ۔ شائع کردہ: مکتبہ فروغ اردو، بازار رکھنیکاں، سیالکوٹ شہر۔ قیمت ۱۲/

عاصی ضیائی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اردو زبان کے میدان میں قلم اٹھائیں اور درست اردو کی طرف رہنمائی کریں کیونکہ وہ اردو زبان کی سرزمین میں پیدا ہوئے ہیں اور زبان کا باقاعدہ مطالعہ کیا ہے اور اس میدان میں فکر و کاوش سے قابلِ اعتماد حد تک کام لیا ہے۔ اس مختصر سی کتاب میں گرامر، محاورہ و روزمرہ، فصاحت و بلاغت، تلفظ، تذکیر و تانیث اور اوقاف کے لحاظ سے ان غلطیوں سے بچنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جن میں ہمارے اچھے اچھے اہلِ ذوق، بلکہ خود ادیب، صحافی اور منفرزنک بالعموم مبتلا پائے جاتے ہیں۔ خاص طور پر عاصی صاحب نے اُن غلطیوں پر کڑا احتساب کیا ہے جو "پنجابیت" کے زیرِ اثر پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن ساتھ کے ساتھ یوپی والوں کی شدت کے خلاف بھی احتجاج کیا ہے۔

نئی کتاب حصہ پنجم | مولفہ سلیم عبد اللہ صاحب۔ شائع کردہ: اعلیٰ اکیڈمی سندھ۔ کراچی۔ قیمت ۱۲/

یہ فیڈرل ایریا کراچی کے محکمۂ تعلیم کی منظور کردہ نصابی کتاب ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ اس میں معلومات عامہ کا پہلو بھی روشن ہے اور بچوں کو اسلامی خیالات اور جذبات سے آراستہ کرنے کے لحاظ سے بھی یہ ایک اچھی کتاب ہے۔ اس کتاب میں خدا کے خالق ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے حاکم ہونے کا تصور بھی دلایا گیا ہے، اسلام کا نظریۂ خلافت پیش کیا گیا ہے، ایک اسلامی ریاست کی حیثیت سے پاکستان کی ذمہ داریوں کا شعور دلایا گیا ہے، بنو امیہ کے استبداد کے خلاف امام حسینؓ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم کے مجاہدانہ کارناموں کو بڑی خوبی سے سامنے لایا گیا ہے۔ گندے سینما سے نفرت دلائی گئی ہے اور لباس میں اندھی تقلید کے بجائے صحیح مقاصد کو معیار بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ قائد اعظم کے لیے "روحانی باپ" اور "پاکستان کا باپ" کے کلمات احترام اسلامی ذوق سے سازگار نہیں ہیں۔ مؤلف کی اپنی نظمیں جو شامل کتاب ہیں وہ بسا اوقات حدود بحر سے خارج ہو گئی ہیں۔

حلال و حرام کی تحقیق | مرتبہ سید محمد صبیح صاحب ایڈووکیٹ، دارالاشاعت قرآن، ٹھٹھہ (سندھ)۔ قیمت ۸ آنے۔

یہ کتابچہ خالص "قرآنی اسلام" کے ایک داعی کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں تحقیق یہ پیش کی گئی ہے کہ (ا) قرآن میں صرف مردار، خون، سؤر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح ہونے والے جانوروں کو حرام قرار دیا گیا ہے، لہٰذا درندے، کتے، گدھے، مینڈک چوہے وغیرہ سب حلال ہیں۔ (ب) جس چیز کو اللہ نے حرام قرار نہیں دیا ہے اس کے کھانے سے انکار کرنا قرآن سے انحراف ہے، جو کچھ حلال ہے اس کے لیے حکم ہے کہ اسے کھاؤ۔ (ج) مچھلی بغیر ذبح کیے کھانا مردار کھانے کی تعریف میں داخل ہے۔ کتاب کے مباحث، طرز استدلال اور انداز بیان سب منکرین حدیث حضرات کے پیٹنٹ ہیں۔ اور اس کا خاص ہدف مولانا مودودی ہیں۔

کالے قوانین | مرتبہ:۔ اسعد گیلانی۔ شائع کردہ: مکتبۂ جہانِ نو کراچی۔ قیمت ۸ /

یہ ایک منثور قصیدہ ہے جو اسعد گیلانی نے جبر و تشدد کی اس تلوار کی شان میں لکھا ہے جس سے نہ صرف پاکستان کے ادب و صحافت اور جمہور کے شہری حقوق کا قتل عام ہوا ہے، بلکہ جس کے زخم خود اسعد نے بھی کھائے ہیں۔ یہ سیفٹی قوانین اور ان کے استعمال کا ایک محققانہ جائزہ بھی ہے اور اس سلسلے میں رائے عام کے ترجمانوں کے ردِ عمل کا آئینہ بھی، ہر شہری کے مطالعہ کرنے کی چیز ہے۔